سوال

(80) کیا رسول ﷺ کی اطاعت وقتی ہے۔؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا رسول ﷺ کی اطاعت وقتی ہے۔؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس سوال کا صحیح مختصر اور سادہ جواب یہ ہے کہ اگر اطاعت کے متعلقات وقتی ہیں تو اطاعت بھی وقتی ہے اور اگر اطاعت کے متعلقات غیر وقتی ہیں تو اطاعت بھی غیر وقتی ہے۔ مثلاً اگر رسول ﷺ کی رسالت بھی وقتی ہے جس کی بنا پر اطاعت مطلوب ہے اگر قرآن کریم اس کے مندرجات اور اس کے اوامر و نواہی وقتی ہیں۔ جن کو رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لے کر آئے اور ان کی وجہ سے وہ رسول کہلائے۔ اگر دین اسلام وقتی ہے جس کی تکمیل رسول اللہ ﷺ نے قرآن کریم اور اپنے اسوہ حسنہ سے فرمائی اور جس کی تسلیم و تعمیل کا دوسرا نام اطاعت رسول ﷺ ہے اگر مومن اور مسلم کا وجود وقتی ہے جس کی ذات سے اطاعت رسول کا مطالبہ کیا گیا ہے اور جو اس کا براہ راست مکلف ہے تو پھر اطاعت رسول بھی وقتی ہے اور اگر یہ چیزیں وقتی نہیں بلکہ دائمی ہیں۔ تو اطاعت رسول بھی غیر وقتی اور دائمی ہے۔ یہ بات اتنی صاف اور روشن ہے۔ کہ معمولی عقل کا آدمی بھی اس سے انکار نہیں کر سکتا آیئے ان امور پر قرآن کریم کی رہنمائی میں غور کریں۔ فرمایا۔۔۔۔ قرآن۔۔۔۔

(سورۃ فرقان) ترجمہ۔ وہ ذات بابرکت ہے جس نے اپنے بندے رسول پر فرقان قرآن کریم نازل فرمایا کہ وہ بندہ رسول ﷺ عالمین کو عذاب الٰہی سے ڈرائے۔ ظاہر ہے کہ کسی چیز سے ڈرانے سے مقصود یہی ہوا کرتا ہے کہ اس کے اسباب اس کی صورت و شکل اور اس کے نتائج سے باخبر ہو کر اس سے اجتناب کے طریقوں کی واقفیت کا کوئی دوسرا ذریعہ ہی نہیں اس آیت کریمہ میں رسول کے فعل انزار کو للعلمین سے متعلق فرمایا کہ جو عالم کی جمع ہے اور پھر اس عالمین کو کسی عدد معین یا وقت مخصوص سے متعین نہیں فرمایا بلکہ علی الاطلاق عام رہنے دیا یعنی جب تک عالمین موجود رہیں گے رسول ﷺ کا عمل انزار بھی موجود رہے گا۔ معلوم ہوا کہ آج بھی عالمین موجود ہیں۔ اور قیامت تک موجود رہیں گے۔ دوسری جگہ فرمایا۔۔۔ قرآن۔

(اے رسول ﷺ علی الاعلان) کہہ دیجئے اے انسانوں میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ﷺ ہو کر آیا ہو۔ اس ارشاد میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی رسالت کو الناس کے لئے بیان فرمایا اور الفاظ جمیعاً سے الناس کے عموم کی تاکید فرما دی۔ یعنی کل انسانوں کی طرف لفظ ناس اور انسان مترادف ہیں جو بھی شخص انسان یا ناس کا فرد کہلاتا ہے۔ خواہ وہ کسی بھی وقت یا زمانہ میں ہوں رسول کی رسالت کا اس سے تعلق ہوگا اور وہ اس دعوت کا مخاطب ہوگا۔ قرآن کریم نے لفظ الناس اور جمیعاً کو سکی زمانہ یا وقت سے مخصوص نہیں فرمایا اگر آج ناس اور انسان موجود ہیں اور یقیناً موجود ہیں تو رسول کی رسالت کا ان سے بھی ویسا ہی تعلق ہے جیسا کہ ان انسانوں سے تھا۔ جن کی موجودگی میں یہ آیت نازل ہوئی ان میں تفریق کی

کوئی وجہ نہیں۔

نکتہ

پہلی آیت فعل لیکون کے ضمیر فاعل کامرجع فرقان اورعید دونون ہوسکتے تھے اورفی الحقیقت دونوں نزید ہیں۔اس لئے وحدت ضمیر اوراثنیت مرجع ایصاح مطلب کےلئے صحیح تھا ان پراکتفا کیا گیا لیکمن اللہ تعالیٰ کومعلوم تھاکہ آخرزمانہ میں مسلمانوں میں ایک جماعت پیدا ہوگی جوصرف قرآن کریم کی اطاعت کو کافی سمجھے گی اوررسول کی اطاعت کی منکر ہوگی اس لئے وہ اس ضمیر فاعل کا صرف فرقان قراردے کرعبد(رسول ﷺ) کی اطاعت سے انحراف کی راہ نکالنے کی کوشش کرے گی۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس دوسری آیت میں اپنے رسول ﷺ کی رسالت کی بتغیر الفاظ اسی انسانی عموم سے متعلق ہوناذکر فرماکراس فساد کا ہمیشہ کےلئے سدباب کردیا۔

ترجمہ۔اللہ کی اطاعت کرو۔اوررسول ﷺ کی اطاعت اوران دونوں کی نافرمانی سے بچتے رہو۔۔۔قرآن۔۔۔۔

ترجمہ ۔اللہ کی اطاعت کرو۔اور رسول ﷺ کی اطاعت کرواگر تم نے اطاعت سے منہ پھیر لیا تو(حرج نہیں)ہمارے رسول ﷺ کا فرض توصرف پہنچانا ہے۔اللہ رتعالیٰ نےاپنے رسول ﷺ کی بہت سی حیثیتیں اورفرائض بیان کیے ہیں۔آپ بشیر و نزیر بھی ہیں۔معلم کتاب و حکمت بھی ہیں مزکی اور متمم مکارم اخلاق بھی ہیں حاکم بھی ہیں۔امر مطلق بھی ہیں۔اورصدر شورائیہ۔(جمہوریہ) بھی ہیں وغیرہ وغیرہ لیکن اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کی اطاعت کا مطالبہ ان حیثیتوں میں مطالبہ صرف آپ کی حیثیت رسالت و نبوت پر کیا ہے۔قرآن کریم میں جا بجا یہی حکم ملتا ہے۔۔۔قرآن۔۔۔اس رسول کی اطاعت کرو۔۔۔قرآن۔۔۔جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی بے شک اس نے اللہ کی اطاعت کی۔۔۔قرآن۔۔۔جولوگ اس رسول نبی امتی کی اتباع کرتے ہیں(ان پراللہ کی ضروررحمت ہوگی)آپ جہاں بھی قرآن کریم میں اطاعت کا حکم پایئں گے اللہ اوراس کے رسول ﷺ کے متعلق پایئں گے۔یہاں تک کہ اولی الامر کی اطاعت کو بھی ان کی اطاعت کے تحت رکھا ہے۔جیساکہ آئندہ آئے گا۔جب اطاعت رسول کی بنیاد رسالت اور نبوت کی حیثیت ہے توظاہر ہے کہ جب تک رسول ﷺ کی یہ حیثیت قائم اوربحال رہے گی اطاعت رسول ﷺ کا مطالبہ بھی قائم رہے گا۔

تنبیہ

اس موقع پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا آپ ﷺ کی رسالت وقتی تھی۔اورآج محمد رسول اللہ ﷺ کی حیثیت رسالت بحال اورقائم نہیں اگر نہیں توآج آپ ﷺ کی رسالت پر ایمان اوریقین رکھنے کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔اس صورت میں رسول اللہ ﷺ کی رسالت کے منکر اوراسے تسلیم کرنے والوں میں کوئی امتیازاورفرق اسلام کی نظر میں قائم نہیں رہتا جب رسول ﷺ کی حیثیت رسالت ہی موجود نہیں تواسے تسلیم کرنے کا کیا معنی؟

اس حالت میں آج دنیا میں اسلام کے نام پر جوکچھ بھی عمل میں آرہا ہے۔خواہ وہ منکرین حدیث کی طرف سے ہی کیوں نہ ہو۔سب بے سوداور بے ہودہ ٹھرتا ہے۔(معاذاللہ)اور اگر آپ کی حیثیت رسالت بحال ہے تومطالبہ اوراطاعت بھی بحال ہے۔

نکتہ۔

رسول اللہ ﷺ کی تمام دوسری حیثیتوں کو نظر انداز کرکے اطاعت رسول ﷺ کے مطالبے کوصرف رسالت کی حیثیت سے ہی مخصوص کردینے کی کئی وجوہات ہیں۔اول یہ کہ آپ ﷺ کی جتنی بھی حیثیتیں ہیں۔حیثیت رسالت ان سب پر حاوی اورشامل ہے۔اوررسالت کی اطاعت کا مطالبہ رسول ﷺ کی تمام حیثیتوں اورفرائض میں اطاعت کے مطالبہ کا متن اگر رسول کی اطاعت کسی دوسری حیثیت سے طلب کی تو ممکن تھاکہ بعض منکرین اطاعت رسول ﷺ اس حیثیت کے علاوہ رسول ﷺ کی دوسری حیثیتوں میں اس کی اطاعت سے انکار کردیتے ہیں۔اوراطاعت رسول ﷺ کی اسی حیثیت سے مخصوص قرار دےلیتے۔دوسری وجہ یہ ہے کہ بعض دوسری حیثیتں بھی وقتی تھیں۔لیکن رسالت حیثیت وقتی

نہیں بلکہ دائمی ہے اس لئے جب تک رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیثیت رسالت قائم ہے۔ رسول کی اطاعت کا مطالبہ بھی قائم ہے۔ چونکہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حیثیت ابدی اور قیامت تک ممتد ہے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کا مطالبہ بھی قیامت تک ممتد ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ رسالت کے علاوہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوسری حیثیتیں آپ میں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آنے والے مسلمانوں میں مشترک ہیں۔ اگر کسی اور حیثیت کی بنا پر اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطالبہ کیا جاتا تو بعد میں آنے والے آپ کے جانشین اپنے کو مطاع مطلق قرار دینے کے لئے راہ پیدا کر لیتے۔ مثلاً ہر معلم۔ ہر حاکم۔ ہر سپہ سالار۔ ہر صدر۔ ہر آمر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانشینی میں اپنے کو مختار مطلق اور مطاع الاطلاق سمجھ لیتا۔ جیسا کہ آج کل اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منکر سربراہ حکومت کو مرکز امر سمجھ کر مطاع اور مختار مطلق قرار دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو چونکہ ان حوادث کا پہلے سے علم تھا اس لئے اس نے مطالبہ اطاعت کو حیثیت رسالت پر مبنی قرار دیا۔ کیونکہ رسالت میں آپ کا کوئی شریک نہیں اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح کوئی دوسرا فرد مطاع مطلق او مختار علی الاطلاق نہیں بن سکتا اسی وجہ سے بعض لوگوں نے مطاع او مختار مطلق بننے کے لئے رسالت اور نبوت کے دعوے کے ہیں لیکن معلوم ہے کہ رسالت اور نبوت کے اختتام اور تکمیل اور ان میں شرکت غیر کے ناممکن ہونے کی وجہ سے ان کو ناکام ہونا پڑا اور وہ دجال کہلائے فرمایا۔۔ قرآن۔۔

هم نے جو بھی رسول بھیجا ہے صرف اسی لئے بھیجا ہے۔ کہ اس کی اطاعت کی جائے رسول کو بھیجنے سے اطاعت رسول کے سوا ہمارا کوئی اور مقصد نہیں۔ معلوم ہوا کہ رسالت سے مقصود حقیقی صرف اطاعت رسول ہی ہے اگر رسول کی اطاعت تسلیم اور اختیار نہیں کی جاتی۔ تو رسول کی رسالت کو تسلیم کر لینے کی کوئی وقعت نہیں منافقین کا دعویٰ تھا۔۔۔ قرآن۔۔۔۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ضرور ضرور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ لیکن قرآن کریم بتلاتا ہے۔۔۔۔ قرآن۔۔۔ اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے۔ کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ اس لئے کہ وہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کو تسلیم نہیں کرتے۔ اور نہ اسے ضروری سمجھتے ہیں۔ یہاں رسالت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقرار کے بعد اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انکار کو نفاق جو کہ بدتر اور کفر ہے قرار دیا۔۔۔ قرآن۔۔۔

ترجمہ۔ منافق لوگ آگ کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے۔ اور تم ان کے لئے کوئی مددگار نہ پاؤ گے۔ "اس سے ظاہر ہے کہ آج سے سو سال یا ہزار سال بعد بھی اگر کوئی شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرنے کے بعد ان کی اطاعت کو تسلیم کرتا تو وہ ویسا ہی منافق ہے جیسے منافق وہ لوگ ہے جن سے متعلق یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔ اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وقتی قرار دینے والے کا مقصد ہی یہ ہے۔ کہ آج رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت پر ان کو عمل پیرا نہ ہونا پڑا اور یہی اطاعت رسول کا انکار ہے جو لوگ آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کو تسلیم کرتے ہوئے مسلمان ہونے کے مدعی ہیں۔ ان کو اس انکار اطاعت رسول کی راہ صاف کرنے کے لئے اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وقتی قرار دینے سے پہلے اس کے نتائج پر غور رکھ لینا چاہیے۔

ثابت ہوا کہ جو بھی رسالت پر ایمان لائے۔ اس پر اطاعت رسول فرض ہے۔ خواہ کسی وقت اور زمانہ میں ہو۔ اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعلق ایمان بالرسالت سے ہے نہ کہ وقت سے۔

نکتہ۔

اللہ نے اس آیت کریمہ میں الفاظ باذن اللہ بڑھا کر منکرین حدیث ک ان ہفوات اور شبہات کو رد کر دیا کہ اطاعت رسول شرک ہے۔ یا اطاعت غیر اللہ ہے وغیرہ وغیرہ اطاعت غیر اللہ اس وقت حرام اور شرک ہو سکتی ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کے ازن اور حکم کے بغیر ہو۔ یا اس حکم کے خلاف ہو جیسے دوسری جگہ فرمایا۔۔۔ قرآن۔۔۔۔۔

جو اطاعت اللہ تعالیٰ کے حکم ازن کے ماتحت ہو اسے حرام اور شرک قرار دینا اسی جماعت کے علم و فضل کا کام ہے۔ تعجب ہے کہ یہ لوگ اولیٰ حاکم کے حکم کی نافرمانی تو مرکز حکومت کی نافرمانی اور حکم عدولی تسلیم کر لیتے ہیں۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت جو کہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور ازن سے ہے اس کی مخالفت کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور حکم عدولی تسلیم نہیں کرتے۔ یعنی ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے حکم اور ازن کی نسبت مرکز حکومت سے زیادہ وقیع اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی نسبت سربراہ حکومت کی اطاعت زیادہ قابل اہتمام ہے مرکز حکومت جس کی اطاعت کا حکم دے۔ اس کی اطاعت فرض ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جس کا حکم دے۔ جس کی اطاعت حرام اور شرک ہے۔

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرو۔ اور اپنے اعمال اور کوشش ضائع نہ کرو۔

معلوم ہواکہ جو عمل اور کوشش اللہ کی اطاعت اوراس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں نہ ہو وہ ضائع ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول نہیں اس لئے اس پر کسی موعودہ تیجہ یا ثمرہ کا مرتب ہونا ضروری نہیں ہے۔ خواہ وہ عمل دینی ہو یا دنیاوی اللہ تعالیٰ جہاں کہیں بھی اطاعت رسول ﷺ کا حکم دیا ہے۔۔۔۔ قرآن۔۔۔ کے خطاب سے یعنی ایمان والوں کو دیا ہے۔ اوران ایمان والوں کو کسی وقت یا زمانہ کے ساتھ مخصوص نہیں کیا اور نہ کسی مقام اور محل کے ساتھ اس لئے جب تک اور جہاں بھی ایمان والے پائیں جائیں۔ وہ اطاعت رسول ﷺ کے مکلف ہیں۔ اطاعت رسول ﷺ کو وقتی کہنے والے غور فرمایئں کہ وہ قرآن پاک کی بھی وقتی اطاعت کے قائل ہیں یا دوامی کے اگراس کی اطاعت کو اب بھی فرض سمجھتے ہیں۔ تو فرمایئں کہ وہ اپنے آپ کو۔۔۔ قرآن۔۔ کا مخاطب اور ایمان والوں میں داخل قرار دیتے ہیں۔ یا نہیں۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو قرآن کے حکم وامر ۔۔۔ قرآن۔۔۔۔ کی تعمیل ان کا فرض ہے۔ اوراگر جواب نفی میں ہے تو ہم ان کو قرآن کریم کے الفاظ میں دعوت دیتے ہیں۔۔۔ قرآن۔۔۔ ۔ ترجمہ اے ایمان کے مدعیو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اوراس سے رسول کو بھی مانو۔ غرض یہ ہے کہ جب تک مومن اور مسلم موجود ہیں۔

رسول ﷺ کے زمانے میں یا آج کل یا قیمات تک ان پر اطاعت رسول ﷺ غرض ہے۔ کیونکہ قرآن کریم ان کو براہ راست اطاعت رسول ﷺ کا حکم دے رہا ہے۔ مومن کوئی وقتی چیز نہیں ان کے عدم کے وقت اطاعت رسول ﷺ کا حکم بھی معدوم ہو جائے فرمایا!۔۔۔۔ قرآن۔۔۔۔۔۔

جو کوئی شخص اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور دین اختیار کرے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ دین قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ شخص آخرت میں خسارہ پائے گا۔''

اس آیت کریمہ میں لفظ من عام ہے۔ جو کوئی بھی ہو اس پر اسلام کی پابندی اور اطاعت لازم ہے اسلام کی نسبت دوسری جگہ فرمایا!۔۔۔ قرآن۔۔۔

ترجمہ۔ یعنی تمہارا دین کامل کر دیا تم پر اپنی نعمت دین پوری کر دی۔ اور تمہارے لئے دین اسلام پسند کر لیا۔''

ظاہر ہے اس آیت کریمہ کے مخاطب مسلمان اور مومن ہیں۔ اوران کے لئے دین اسلام اللہ تعالیٰ کا تجویز کردہ اور پسند کردہ دین ہے۔ اور یہ دین کامل ہے جس میں کمی بیشی کی کوئی گنجائش نہیں۔ اب دیکھئے دین اسلام کیا ہے۔ اسلام تین چیزوں کا مجموعہ ہے۔ 1۔ قرآن کریم کے الفاظ۔ 2۔ اس کا مفہوم۔ 3۔ اس کے احکام پر عمل کرنے کا طریقہ۔

پہلی دو چیز کو قرآن پاک نے وحی قرار دیا ہے اوراس پر لفظ نطق (قول) اطلق فرمایا ہے۔ جو کہ قرآن کریم کے الفاظ اور الفاظ کی بتین تشریح میں نبوی اقوال سب پر حاوی اور شامل ہے۔۔۔ قرآن۔۔۔۔

آپ کا نطق با الفاظ قرآن یا اس کی تفسیر میں قرآن کریم کے نزدیک دونوں وحی ہیں تیسری چیز جو امر اصطلاح محدثین میں رسول اللہ ﷺ کا فعل اور تقریر کہلاتی ہے۔ قرآن کریم نے اسے اسوہ حسنہ کا نام دیا ہے۔۔۔ قرآن۔۔۔۔

ان تینوں چیزوں کا مجموعہ اسلام کہلاتا ہے۔ اب غور فرمایئے کہ قرآن کریم اوراس کا مفہوم وقتی چیزیں ہیں۔ یا اس پر عمل کرنے کا طریقہ یعنی اسوہ حسنہ وقتی چیز ہے۔ یا ان تینوں کا مجموعہ یعنی دین اسلام وقتی چیز ہے۔ اگر یہ سب چیزیں وقتی نہیں تو ان کی تعمیل اور پابندی کا اختیار کرلینا۔ جو کہ عین اطاعت رسول ﷺ ہے۔ کیسے وقتی ہو سکتا ہے۔ اطاعت رسول کے الفاظ ہیں۔ لفظ رسول سے مراد رسول کے امور بدنی و جسمانی تو نہیں ہیں۔ بلکہ اس سے رسول کا نطق (قول) اور اعمال ہی مراد ہیں۔ خواہ وہ اعمال آپ کی ذات سے صادر ہو یا کسی دوسرے شخص سے صدور کے بعد آپ سے سند جواز و قبول حاصل کرلیں۔ جیسا کہ قرآن پاک نے ان کو وحی اور اسوہ حسنہ قرار دیا تو اس حالت میں اطاعت رسول ﷺ کو وقتی کہنے کا صاف صاف مطلب یہی ہے۔ کہ یہ وحی اور اسوہ حسنہ ایک وقتی چیزیں تھیں۔ اوران کی اطاعت بھی وقتی چیز تھی۔ منکرین حدیث کا مقصد بھی یہی ہے بلکہ ان کے وام علی الاعلان اظہار کی جرات نہیں رکھتے لیکن خواص اور جرمی آدمی مختلف الفاظ میں اس کا اظہار کرتے رہتے ہیں کہ قرآن اور اسلام وقتی چیزیں ہیں معاذاللہ

نکتہ

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو لکم سے مخاطب فرما کر اسوہ حسنہ کی اطاعت پر ترغیب دینے کے بعد الفاظ اور بڑھادیئے فرمایا!۔۔۔ قرآن۔۔۔۔ ان الفاظ میں اس امر کی

طرف اشارہ ہے کہ اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہونا اگرچہ تمام مسلمانوں سے مطلوب ہے تاہم عملا اسے وہی لوگ اختیار کریں گے جن میں یہ تین صفتیں موجود ہوں گی۔

1۔ اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضر ہو کر جوابدہی کا یقین

2۔ آخرت میں اپنے اعمال پر جزاوسزا پانے پر ایمان

3۔ اللہ تعالیٰ کی ہر وقت کی یاد جس سے ان کا اللہ کے ساتھ امید اور خوف کا تعلق قائم رہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے جو لوگ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واجب الاطاعت نہیں سمجھتے یا اس کی اطاعت کو وقتی تسلیم کرتے ہیں۔ وہ ان تینوں صفات سے خالی ہیں۔ جب آپ اس قسم کے لوگوں کی عام حالت پر غور کریں گے۔ تو آپ اس میں رائی برابر فرق نہ پائیں گے۔ رسول کی اطاعت وقتی ہے۔ کے الفاظ میں وقتی مجمل ہے۔ ہو سکتا ہے وقتی سے مراد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دنیوی زندگی ہو۔ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں موجود رہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت فرض تھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے رحلت فرماگئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت فرض نہ رہی۔ منکرین حدیث کے مسلک کے اعتبار سے یہی معنی مراد معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ وہ رسول کی اطاعت کو بحیثیت مرکز حکومت با الفاظ دیگر سربراہ حکومت تسلیم کرتے ہیں۔ نہ بحیثیت رسالت اور رسول کی اطاعت کو دوسرے ارباب حکومت کی اطاعت پر قیاس کرتے ہیں۔ جب دوسرے مراکز حکومت کی اطاعت صرف ان کی زندگی تک محدود ہے۔ توا ن کے نزدیک کوئی وجہ ہے کہ رسول کی اطاعت اس کے بعد بھی فرض ہو۔ یہ نظریہ جہالت اور ضلالت کا نتیجہ ہے۔ اول تو قرآن کریم نے اطاعت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطالبہ بحیثیت رسالت رسول کیا ہے۔ نہ کہ بحیثیت مرکز حکومت رسالت کے مقام کو مرکز حکومت قرار دینا اور رسالت حکومت کو ایک مرتبہ پر کھنا دین اسلام سے بہت بڑی جہالت لغت میں تصریف بے جا اور علم لغت سے لاعلمی ہے۔ دوسرا دنیا میں کوئی بھی ایسا رسول نہیں گزرا جس کی اطاعت صرف دنیاوی زندگی تک محدود رہی ہو۔ تیسرا ابتدائے اسلام سے آج تک مسلمان اس امر پر متفق چلے آتے ہیں۔ کہ قیامت تک ہر انسان کہلانے والے فرد پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانا اور ان کی اطاعت کرنا فرض ہے۔ ایسے مقفق علیہ مسئکہ سے انحراف وانکار بلا دلیل شرعی سب سے بڑی ضلالت ہے۔ یہ بھی ممکن ہے سوال میں لفظ وقتی سے سائل کی مراد کچھ ممتد زمانہ ہو یعنی اس وقت تک اطاعت رسول فرض ہے۔ جب کہ دوسرا رسول آئے اور اس کی اطاعت فرض ہو۔ جیسا کہ انبیاء بنی اسرائیل کی نسبت مشہور ہے۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت اس قسم کی وقتی اطاعت تسلیم کرنے کی بھی گنجائش نہیں اس قسم کی وقتی اطاعت کی بنیاد پہلے رسول کی تعلیم کے فقدان اور دوسرے رسول کی آمد کی بشارت پر مبنی ہے اور یہاں دونوں چیزیں مفقود ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبین ہیں۔ ان کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں دین اسلام کامل اور محفوظ ہے۔ اس کے معنی و مفہوم محفوظ اس پر عمل کی کیفیت محفوظ بلکہ جس ماحول میں قرآن کریم نازل ہوا وہ ماحول اور اس کا ملحق ماضی بھی محفوظ ہے اور ان شاء اللہ۔ مستقبل بھی تا قیامت مھفوظ رہے گا۔ ان حالات میں اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وقتی قرار دینے کا باعث خواہش پرستی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ اطاعت رسول چونکہ اتباع ھوا سے مانع ہے اس لئے ھوا پرستوں کے نزدیک اس کا ترک ضروری ہے۔

ترک اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسباب

مثال کے طور پر زرا غور فرمایئے۔ کتنا عجیب اور پر ہیچ ہے ایک شخص مرکز حکومت کے تخت پر اجمال ہے ااسے نہ قرآن کریم کا علم ہے۔ نہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر۔ نہ نماز روزہ نہ حج سے واسطہ نہ ذکواۃ سے نہ توحید و رسالت پر ایمان ہے نہ آخرت کی جزا و سزا پر یقین شراب کا رسیا ہے۔ زنا کا دلدادہ ہے۔ جوا پر لٹو عیش و عشرت میں مست رعایا کی جان مال عزت اور تکلیف و آرام کا نہ اسے خیال ہے نہ ان کی پرواخزانہ کو اپنے باپ دادا کی جاگیر سمجھتا ہے۔ ہزاروں ماہوار اور لاکھوں سالانہ جیب میں ڈالتا ہے۔ غیر مسلم حکمرانوں کی اطاعت اور کفش برداری اس کا فرض منصبی ہے اور ہر عیاشی میں ان کی نقل اُتارنا اس کا منتہائے نظر اس پر مستزادیہ کہ وہ ان تمام گندگیوں کو ملک میں رائج کرنا چاہتا ہے۔ اور اس کے مختلف اسباب وزرائع عمل میں لاتا ہے۔ اب خوش قسمتی سمجھیے یا بد قسمتی کے مرکز حکومت خود مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوا ہے اس کی رغبت مسلمان واقع ہوئی ہے۔ جس کا عقیدہ ہے کہ ہر مسلمان کے لئے جن میں مرکز حکومت بھی شامل ہے۔ قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ااطاعت فرض ہے۔ یہ رعایا جب سربراہ حکومت کے اعمال و افعال کو دیکھتی ہے۔ تو اس کے دل میں مرکز حکومت سے نفرت پیدا ہوتی ہے وہ مرکز حکومت سے ان کے افعال کے ترک اور احکام اسلام کے مطابق اصلاح نفس کے مطالبہ کرتی ہے۔ دوسری طرف سربراہ حکومت محسوس کرتا ہے کہ رعایا خدا پرست اور اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پابند ہے۔ اس لئے ممکن ہے کہ وہ میری موجودہ حالت سے متاثر ہو کر میری

اطاعت سے ہی منحرف ہو جائے۔ اور تخت حکومت سے اتار پھینکے وہ اپنے جاہ منصب کی حافظ اپنے رعب اور وقار کے بقاء اور اپنی اطاعت کے استحکام کے لئے ہاتھ پاؤں مارنا شروع کردیتا ہے اور چونکہ وہ ابتداء سے ہی یہود و نصاریٰ میں تربیت یافتہ اور علماء یہود و نصاریٰ کا تعلیم دادہ ہے۔ وہ اپنے اساتذہ اور آقاؤں سے اعانت و مدد طلب کرتا ہے۔ یہود و نصاریٰ اوران کے علماء تو تخریب اسلام کے شائق اور دلدادہ ہیں۔ ہی جھٹ اپنے خزنوں اور لشکر سمیت ان کی مدد کو پہنچے۔ اور ریسرچ اسلام کے رنگ میں تحریف اسلام کا کھیل شروع کر دیتے ہیں کہیں انکار حدیث کا مشغلہ اختیار کیا جاتا ہے اور کہیں رسول ﷺ کی حیثیت پر بحث کی جاتی ہے۔ کہیں اس کی اطاعت کو ٹھرایا جاتا ہے۔ اور کہیں اس کی اطاعت ک وقتی بتا کر اسلام کے حلقہ سے گردان چھڑانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ قرآن سے انکار اول تو نا ممکن ہے۔ دوسرا اسلام کے مطالب حسب خواہش بنائے جاسکتے ہیں۔ لیکن رسول کی تفسیر اور تشریح نہ تو قرآن کریم میں تحریف کی گنجائش باقی رہنے دیتی ہے اور نہ خواہشات نفسیانہ کو چلنے دیتی ہے۔ اس لئے اس پورے مسلم اور غیر مسلم گروہ کا نزلہ رسول اور اس کے اسوہ حسنہ پر گرتا ہے۔ اور اس تمام گمراہی اور ضلالت کو قرآن کے نام پر پیش کیا جارہا ہے۔ اس کے نتیجے میں مرکز حکومت کو اولی الامر بنا کر اس کی اطاعت فرض قرار دی جاتی ہے۔ اور رسول کو اس کے مرتبہ رسالت سے گرا کر ایک چھٹی رساں یا وقتی حکمران کہہ کر اس کی اطاعت سے انکار کردیا جاتا ہے۔ اور اس کی اطاعت کو شرک ٹھرایا جاتا ہے۔ یہ ۔۔۔قرآن۔۔۔۔کیسا صحیح نمونہ ہے آپ موجودہ اسلامی حکومتوں کے سربراہوں کے حالات پر غور فرمایئں گے۔ تو ان میں سے اکثر کے حالات اسی طرح پایئں گے۔ قرآن۔۔۔۔۔۔

پہلی آیتوں کی طرح اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے اطاعت رسول ﷺ کا حکم ایمان والوں کو ہی دیا ہے۔ اور اسی اطاعت کا مطالبہ رسول کی حیثیت رسالت ہی کی بنا پر کیا ہے۔ نہ کہ اولیٰ الامر یا مرکزی حکومت یا سربراہ حکومت کے اعتبار سے بلکہ اطاعت رسول ﷺ کے حیکم کے بعد سربراہ حکومت کی اطاعت کا عیحدہ مطالبہ کیا ہے۔

معلوم ہوا کہ جب تک مومن موجود ہیں۔ اور جب تک رسول ﷺ کی رسالت بحال ہے اس کی اطاعت مطلوب اور مامور بہا ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ اطاعت رسول الگ چیز ہے۔ اس کے بعد دو چیزیں ایسی زکر فرمائیں۔ جو اطاعت رسول اور اطاعت اولی الامر کے درمیان حد فاصل ہے۔ اول یہ کہ رسول ﷺ سے اختلاف اور نزاع جائز نہیں۔ اس لئے کہ اسے اگلے جملے میں اسے حکم قرار دیا ہے۔ حکم کے ساتھ نزاع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن اولی الامر کے ساتھ نزاع اور اختلاف جائز ہے۔

دوسرا یہ کہ محل نزاع میں حکم کا مقام رسول ﷺ کو حاصل ہے۔ یہ کہ اولی الامر کو اس کی تفصیل یہ ہے کہ آیت کریمہ میں لفظ تنازعتم باب تفاعل سے آیا ہے۔ جو مادہ میں فاعل اور مفعول کے اشتراک کا مقضی ہے۔ اس آیت میں تین فریق کا زکر ہے۔ ایک اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ دوسرے مومن کے مخاطب رعیت سے موسوم اور اطاعت بجا لانے مکلف۔

تیسرا اولی الامر جو اس آیت میں مطاع ٹھرائے گئے ہیں اب دیکھنا یہ ہے کہ لفظ میں جو نزاع مذکور ہے۔ اس میں ان تینوں گروہوں میں سے کون کون فریق شریک ہوسکتا ہے۔ پہلا فریق یعنی اللہ اور رسول ﷺ تو فریق نزاع بن نہیں سکتے۔ اول تو وہ متکلم ہیں۔ مخاطبین میںشامل نہیں۔ دوسرا اگلے جملے میں اسے حکم قرار دیا گیا ہے۔ اور حکم کا مقام (بالخصوص اس قسم کی نزاع میں) کسی فریق کو بھی حاصل نہیں نہ رعیت کو نہ اولی الامر کو آیت کا مطلب صاف ہے کہ اگر مسلمان رعیت اور ان کے اولی الامر کے مابین کسی چیز میں اختلاف اور نزاع پیدا ہوجائے۔ تو اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ (قرآن کریم) اور اس کے رسول ﷺ (اسوۃ حسنہ) سے لیا جائے۔ جو فیصلہ وہ کریں اولی الامر اور رعیت دونوں اس کو تسلیم کریں۔ اور خوش دلی سے اس کی اطاعت کریں۔ ثابت ہوا نہ کہ اولی الامر کی اطاعت کو رسول ﷺ کی اطاعت کا مرتبہ حاصل ہے۔ اولی الامر کو رسول ﷺ کا مقام اس حالت میں اطاعت رسول کو بحیثیت مرکز حکومت قرار دینا قرآن کریم کی صریح تحریف ہے۔

نکتہ

فان تنازعتم میں زکر کردہ نزاع کی ایک صورت یہ بھی ہوسکتی ہے۔ کہ افراد رعایا میں نزاع ہوجائے۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں اولی الامر کی طرف رجوع ہوگا۔ جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا۔۔۔قرآن۔۔۔۔

اس بناء پر چاہیے تھا کہ مضمون کے اتمام کے نظر جیسے پہلی قسم کے نزاع کی نسبت ۔۔۔قرآن۔۔۔۔فرمادیا ہے۔اس نزاع کے متعلق بھی فرمادیا جاتا۔۔۔قرآن۔۔۔لیکن ایسا نہیں فرمایا بلکہ ایسے موقع پر اسے نظر انداز کر دیا ہے۔بظاہر اس کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے۔کہ یہاں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے مقام حکمت کا اثبات مقصود ہے اگر اس کے ساتھ ہی کسی جہت سے بھی حکمیت اولی الامر کا زکر کر دیا جاتا تو اولی الامر کی نسبت یہ شبہ پیدا ہوسکتا تھا۔کہ ان کی حکمیت کا مقام اور مرتبہ بھی وہی ہے۔کہ اللہ اور رسول ﷺ کی حکمیت کا ہے۔حالانکہ ان دونوں حکمتیوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔واللہ اعلم

انسان جب استغنا محسوس کرتا ہے۔تو سرکشی اور شرارت پر اُتر آتا ہے۔اولی الامر اور مطاع ہونے کے بعد کسی کی اطاعت اسے گوارا ہوسکتی ہے۔خواہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہو۔اسے اپنے وقار کا بھوت نہ رعایا کی سننے دیتا ہے۔نہ اللہ و رسول ﷺ کی اسلئے اللہ تعالیٰ نے جو اولی الامر کی ضمیر سے ان کے اللہ تعالیٰ اور روز قیامت پر ایمان اور یقین کے ذریعے اور دنیا میں اس طرز عمل کے فوائد کی کیطرف توجہ دلاکر محبت آمیز اور نرم ترین لہجے میں اس اطاعت کے تسلیم کی اپیل کی فرمایا تمہارا ایمان بھی اس کی تعلیم کا متقاضی ہے۔اور دنیا میں بھی یہ طریق بہترین نتائج کا حامل ہے۔فرمایا!۔۔۔قرآن۔۔۔۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے امیین پر اپنے فضل کا زکر فرمایا کہ اللہ نے ان کے لئے انھیں میں سے ایک رسول محمد ﷺ مبعوث فرمایا۔جو ان پر اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھتا ہے۔ان کو اخلاقی اور روحانی بیماریوں سے پاک و صاف کرتا ہے۔ان کو کتاب قرآن کریمہ کے مفہوم و معانی کی تعلیم دیتا ہے۔اور ان کو اس پر عمل کی کیفیت ۔حکمت سکھاتا ہے۔یہ تمام صفات محمد رسول اللہ ﷺ کی ہیں اس کے بعد فرمایا یہ رسول ﷺ ۔۔۔۔قرآن۔۔۔کے لئے بھی ہے۔جو ابھی امیین سے نہیں ملے۔اور بعد میں آئیں گے۔ان بعد میں آنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے کوئی زمانہ یا مدت نہیں فرمائی۔کہ کسی وقت تک آنے والے اس کے رسول کے امت میں شمار ہوں گے۔اور اس وقت کے بعد اس رسول کی رسالت اور اس کی امت میں شمول کا وقت جاتا رہے گا اور اس وقت اس رسول ﷺ کی اطاعت ان پر فرض نہ رہے گی۔بلکہ آخرین کو عالم مطلق رکھا جو لوگ بھی آئیں اور جب بھی آئیں خلفاء اربعہ کے زمانے میں آنے والے ان میں شامل ہیں۔ بنوں امیہ بنو عباسیہ اور ترکوں کے زمانے میں آنے والے ان میں داخل ہیں۔آج کل اور آج کے بعد تا طلوع الشمس اور مغربیا آنے والے تمام افراد انسانی ان میں درج ہیں۔یہ تمام کے تمام۔

کے مصداق ہیں۔اور ان کا رسول بھی وہی رسول ہے جو اجمعین میں مبعوث ہوا۔یعنی محمد ﷺ جب رسول اللہ ﷺ کی رسالت کوئی صحیح سمجھے لیکن اس کی اطاعت کا منیکر ہو اور پھر مومن اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول بھی ہو۔۔۔۔قرآن۔۔۔۔اس آیت کریمہ میں بھی رسول ﷺ کی حیثیت رسالت ہی کو زکر فرمایا اور اسی پر تمام احکام مرتب فرما ہوں گے۔بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ما انزل اللہ کی اطاعت ہی رسول ﷺ کی اطاعت ہے۔ما انزل اللہ سے ان کی مراد مجرد قرآن کریم ہے جس میں وہ نطق نبی ﷺ شامل نہیں جو قرآن کریم کی تبیین و تفسیر میں آپ سے صادر ہوا۔اس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ قرآن کریم کے معنی اور مفہوم کو اپنے خیالات فاسدہ کے سانچے میں ڈھال لیں۔اور قرآن پر ایمان اور عمل کے دعوے کے ساتھ ہی خواہش نفسانیہ کی تکمیل بھی کرتے ہیں۔رسول ﷺ نے جو قرآن کا بیان اور شرع کی ہے اگر اسے تسلیم کرلینا ہوائے نفس کا ایفا ممکن نہیں رہتا اس کے اشتباہ کے ازالہ کے لئے فرمایا۔۔۔قرآن۔۔۔

جب ان منکرین حدیث سے کہا جاتا ہے کہ ما انزل اللہ قرآن کریم اور رسول ﷺ کے اسوہ حسنہ دونوں کے طرف آئو۔اور دونوں سے فیصلہ کرلو تو دیکھے گا۔کہ وہ تیرے رسول ﷺ کی طرف آنے سے روکتے ہیں۔یعنی ما انزل اللہ کی طرف آنے سے نہیں روکتے۔لیکن رسول کی طرف ان کو آنا گوارا اور پسند نہیں۔اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ ما انزال اللہ کی اطاعت اور رسول کی اطاعت میں کچھ فرق ہے تب ہی تو وہ ایک کو گوارا اور دوسرے کو ناپسند کرتے ہیں۔مثلاً اگر ایک شخص کہہ دے کہ صلوۃ تحریک صلوین سے مشتق ہے جس کے معنی چوتڑ ہلانے کے ہیں۔اور جو شخص صبح بیدار ہونے سے رات کو سونے تک چوتڑ ہلاتا اور کاروبار میں بھاگ ڈور کرتا رہتا ہے۔وہ مصلی ہے۔اور قرآن کے حکم پر عامل اور اس حکم اقامت الصلوۃ کا مقصد مسلمانوں کو کاروبار میں سعی و کوشش کر کے اپنے اقتصادیات کا مظبوط اور درست کرنا ہے۔تو بتائیے کہ آپ کیا بگاڑ سکتے ہیں۔علی ہذا القیاس ذکواہ صوم حج اور توحید کا حال سمجھ لیجے۔لیکن جب قرآن کریم کا صحیح مفہوم متعین ہوجائے گا۔آج منکرین حدیث تمام شرعی احکام اور فرائض کی اسی طرح سے حجامت کر رہے ہیں۔اور دین اسلام کو ایک دھوکا کی صورت میں دے رہے ہیں۔انا للہ۔اس آیت میں صرف ما انزل اللہ تسلیم کرنے اور رسول ﷺ سے اعراض کرنے والوں کو منافقین کا نام دیا گیا ہے۔اعاذ نا االلہ آخر میں ان لوگوں سے جو اطاعت رسول ﷺ سے اعراض کرتے اور قرآن کریم کو واجب الاطاعت سمجھتے ہیں۔قرآن کے ایک موکد حکم کی طرف توجہ دلا کر اپنا مضمون ختم کرتا ہوں۔فرمایا۔۔۔۔۔۔قرآن۔۔۔۔۔۔

یہ آیت کریمہ سورہ حدید کی ہے۔ جو مدینہ میں نازل ہوئی اس وقت تک اسلامی اصطلاحات معین ہوچکی تھیں۔ مومن انھیں لوگوں کو کہا جاتا ہے۔ جو توحید الٰهی اور رسالت محمد ﷺ پر یقین اور اعتقاد رکھتے تھے۔ رسالت کے منکر کافر کہلاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے الفاظ میں ایمان والوں کو مخاطب فرمایا۔ پھر اتقوا اللہ کے جملہ سے ماموربہ کی اہمیت اور اس کی تعمیل کی تاکید پر توجہ دلائی اور اس کے بعد امنوا برسولہ کا حکم دیا اس کے حکم میں نا ایمان باللہ شامل کیا اور نہ ایمان ما انزل اللہ نہ ایمان بالانبیاء اور نہ ایمان بالاخرت بلکہ رسول ﷺ کے مفرد لفظ کو اپنی طرف اضافت کر کے اس پر ایمان لانے کا حکم دیا۔ حالانکہ ایمان برسالت محمد ﷺ تو ان میں سے پہلے موجود تھا۔ جب ہی تو وہ یا ایھالذین امنوا سے مخاطب ہوئے ان کو امنوا برسولہ کا حکم تحصیل حاصل نہیں تو اور کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ امنوا برسولہ کے حکم میں ایمان سے مراد اطاعت رسول ﷺ ہے۔ نہ کے ایمان قلبی اس کے تو وہ پہلے سے ہی قائل اور معترف ہیں اور اطاعت رسول ﷺ کے مقام پر ایمان بالرسول کا حکم معتبر ہے کہ مجرد ایمان برسالت الرسول کوئی چیز نہیں جب تک کہ اطاعت رسول ﷺ نہ اختیار کی جائے۔ ایمان بالرسالت اسی وقت اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول معتبر ہے۔ جب کہ اس کے ساتھ اطاعت رسول ﷺ بھی موجود ہو اس لئے اطاعت رسول ﷺ درحقیقت ایمان برسالت الرسول ہے کیونکہ اطاعت رسول بغیر ایمان برسالت الرسول ممکن نہیں لیکن ایمان برسالت الرسول کو عملا اطاعت رسول ﷺ لازم نہیں۔ الفاظ ندائیہ۔ میں امنوا صیغہ ماضی سے اہل کتاب یہود و نصاریٰ مراد ہیں لینا ٹھیک نہیں اس لئے کہ دوسری آیت میں۔۔۔۔ قرآن۔۔۔۔

اس کی تردید کرتے ہیں۔ اہل کتاب ہی کو خطاب اور امر پر سابقہ رسول کے حکم کے بعد ان کی نسبت ہی یہ کہنا کہ ان کے نزدیک فضل الٰہی مسلمانوں کے شامل حال نہیں کوئی معنی نہین رکھتا۔ اس حکم وامنوا برسولہ کی لم میں جو بیان فرمایا گیا ہے۔ وہ اس سے زیادہ قابل توجہ اور غور طلب ہے۔

دوسری لم میں فرمایا کہ اطاعت رسول ﷺ ہی تمہارے لئے راہنمائی اور روشنی کا مینار بن سکتی ہے۔ جس کے ذریعے تمام دنیا اور عقبیٰ کے سفر زندگی میں بے خوف وخطر چل سکتے ہو۔ کیا آج تمام اسلامی ممالک اور بالخصوص پاکستان کے حکمران ہر شعبہ زندگی میں مضطرب اور پریشان ہو کر ٹھیک نہیں رہے۔ اور کیا اس کی واحد وجہ یہ نہیں کہ انہوں نے اطاعت رسول ﷺ سے اعراض اور انحراف اختیار کرلیا۔ بلکہ اطاعت یہود و نصاریٰ کو اس پر مقدم کر رکھا ہے۔ پھر ان کو وہ نور جس سے وہ کامیابی کے راستہ پر چل سکیں کیسے حاصل ہو۔ چوتھی لم۔ علی الاعلان مسلمانوں میں منادی کر رہے ہیں کہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ کچھ بھی چاہیے اگر تم (مسلمان۔ اطاعت رسول ﷺ اختیار کرلو تو پھر اللہ تعالیٰ اپنا فضل کردے گا۔ فضل وکرم کا مالک وہی ہے۔ اور اس وقت اہل کتاب کو اس کے نتیجے میں خود بخود معلوم ہوجائے گا۔ ان کی کوششیں اور اعمال ضائع ہوئے اور مسلمان ان کے علی الرغم دنیا و عقبیٰ میں کامیابی اور کامران ہوگئے۔ ان آیات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اطاعت رسول ﷺ ہی دنیا اور عقبیٰ میں کامیابی اور فضل الٰہی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ اگر کوئی شخص مسلم یا غیر مسلم یہ سمجھتا ہے۔ کہ وہ اطاعت رسول ﷺ کے بغیر قرآن کریم پر عمل یا اللہ تعالیٰ کے فضل کا مستحق ہوسکتا ہے تو وہ غلطی پر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں بھی چونکہ منافقین موجود تھے جو رسالت پر ایمان کا دعویٰ گر رکھتے تھے لیکن اطاعت رسول ﷺ ضروری نہ سمجھتے تھے۔ جیسا کہ آجکل منکرین اطاعت رسول کی حالت ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے ان خیالات کی ان آیات میں تردید فرمادی فرمادی۔ حجیت حدیث نمبر 1 اخبار الاعتصام حجیت حدیث

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

[فتاویٰ علمائے حدیث]

جلد 11 ص 255-272

محدث فتویٰ